JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.4 2021

نثری نظم..... نظری مباحث

PROSE POEM ....THEORETICAL DISCUSSIONS

محمد عمیر آصف

ایم فل اسکالر، یونیورسٹی آف سرگودھا

نجمہ یوسف

لیکچرار شعبہ اردو، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین بھکر

ڈاکٹر محمد شفیق آصف

صدر شعبہ اردو، یونیورسٹی آف میانوالی

Abstract:

Prose poem originated in France. Charles Baudelaire is considered to be the founder of prose poem. Prose poem is a poetic expression in which the poet presents his personality and society together in the form of a poem. Prose poem does not have a traditional Rhythm, but its inner harmony rises poetically. Prose poem entered Urdu through modern poetic movements. Urdu prose poetry has many poetic possibilities. Modern Urdu poets have chosen this genre for their creative expression and now the best prose poems are being written in Urdu language.

نثری نظم یعنی (Prose Poem) کا آغاز یورپ میں ہوا، یورپ کی جدید تحریکوں میں سے "سمبلزم" ، "فیوچرازم"، "امیجزم" اور "سوریئلزم" ایسی تحریکیں ہیں، جنھوں نے ادب اور آرٹ پر اپنے گہرے اثرات مرتب کیے۔ یورپ میں نثری نظم کو بنیادی اساس بادلیئر، رامبو، میلارمے وغیرہ نے عطا کی۔ اسی طرح 1913ء میں اسی طرح کے تجربات ٹی ای ہیوم اور ایذرہ پاؤنڈ اور ٹی ایس ایلیٹ نے بھی کیے جب کہ اردو شاعری میں نظم نما نثر کی ابتدائی اشکال حکیم محمد یوسف حسن، م۔ حسن لطیفی کے ہاں ملتی ہیں۔

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی رقم طراز ہیں:

> "نومبر 1929ء میں "نیرنگ خیال" کے مدیر حکیم محمد یوسف حسن نے "پنکھڑیاں" کے نام سے ایک مجموعہ شائع کیا، یہ مجموعہ ایسی تحریروں پر مشتمل تھا جسے آج "نثری نظم" کا نام دیا جارہا ہے۔ اس کے بعد م حسن لطیفی نے 1930ء میں اپنی بعض تحریروں کو "افکارِ پریشاں" کے نام سے پیش کیا۔ آج کی "نثری نظم" ایسی تحریروں کی بازگشت ہے۔"(1)

اس تناظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ سرسید تحریک نے مغربی اصناف ادب کو قبول کرنے کا جو سلسلہ انیسویں صدی میں کیا تھا، اس کا تسلسل بیسویں صدی میں جاری رہا۔ بیسویں صدی کے نصف اوّل میں نثری نظم اردو شاعری کا حصہ بننا شروع ہوئی اور نصف دوم میں اس نے اپنی شناخت کے کئی مراحل طے کر لیے، اگر نثری نظم انفرادیت پر غور کریں تو یہ شاعری کے روایتی اور کلاسیکی عروضی نظام سے انحراف کی بات کرتی ہے لہٰذا بہت سے لوگوں کو یہ اعتراض ہے کہ اوزان کے بغیر شاعری کا کیا جواز ہے، اس ضمن میں انیس ناگی کی رائے بہت اہمیت کی حامل ہے۔

> "اعلیٰ درجے کی القائی نثر میں بھی ایک طرح کا آہنگ ہوتا ہے، جو دراصل جملوں کے باہمی انضمام اور لفظوں کی نشست و برخاست اور رمافیہ کے موتیف سے پیدا ہوتا ہے، آہنگ کے ایسے تصور کو غالب، کامیو اور نطشے کی نثر میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔"(2)

اردو میں نثری نظم کو اس وقت اور زیادہ تقویت ملی جب 1950ء کی دہائی میں بادلیئر کی نثری نظموں کا ترجمہ ڈاکٹر لیئق بابری نے "پیرس کا کرب" کے نام سے کیا، چارلس بادلیئر کی ان منفرد نظموں نے اردو زبان میں بھی اس صنف کی راہ ہموار کی، انیس ناگی رقم طراز ہیں:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.4 2021

"نثری نظم کلاسیکی اور مروّجہ شاعری سے ایک واضح انحراف ہے، وہی شاعر انحراف کی جرات کر سکتا ہے جو اس شعری اسلوب کی روایت پر عبور رکھتا ہو"(3)

نثری نظم کی تحریک کو ساٹھ اور ستر کی دہائی میں باقاعدہ پذیرائی حاصل ہوئی، اسی دور میں کراچی میں احمد ہمدانی کی زیر صدارت "پروز پوئم" کی پہلی کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں حمایت علی شاعر نے "پروز پوئم" کی بھرپور حمایت کی۔ اسی طرح یاور مہدی، انجم اعظمی، قمر جمیل، فائق بدایونی، ابوالخیر کشفی، اور اسلم فرخی نے بھی اس تحریک کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کی۔ یوں مخدوم منور نے "نثری نظم کی تحریک" کے نام سے جو کتاب شائع کی اس میں بھی رئیس فروغ نے اپنے دیباچہ "نثری نظم کے آہنگ میں" میں بہت عمدہ نکات پیش کیے ہیں۔ اُردو شاعری میں وقت کے ساتھ ساتھ بہت سی ہیئتی اور فکری تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں، مولانا محمد حسین، مولانا الطاف حسین حالی، میراجی، ن۔م راشد جیسے شاعروں نے ان تبدیلیوں کی نہ صرف بات کی بلکہ اپنے اپنے عہد میں اس کے اثرات بھی قبول کیے ہیں۔

مخدوم منور رقمطراز ہیں:

"نثری نظم کی تحریک اردو شاعری کی تاریخ میں چوتھی تحریک ہے۔ اس کا آغاز تو پچھلے چار، پانچ برسوں میں ہوا، لیکن 1975ء اور 1976ء کا سال اس کے لیے نیک فال ثابت ہوا اور 1975ء میں تو پاکستان کے تخلیقی فنکار اس جوش سے شریک ہوئے کہ روایت پرستوں میں ایک تذبذب پیدا ہوا اور پھر یہ تذبذب فیصلے سے گزر کر دشنام طرازیوں تک آیا، لیکن یہ قدرتی امر ہے کہ ہر نئی ابھرتی ہوئی نسل کی آواز کو جھوٹے الزامات سے نہیں دبایا جا سکتا۔ اس تحریک میں پرانے لکھنے والے بھی شریک ہیں اور نئے لکھنے والے بھی.... ان دو سالوں میں جو نثری نظمیں مختلف ادبی جرائد اور خصوصاً "طلوع افکار" میں شائع ہوئیں ان پر سخت تنقید بھی کی گئی اور جواب میں دلائل بھی پیش کیے گئے لیکن یہ بات اب واضح دلیل ہو گئیں کہ ابلاغ و اظہار کا مسئلہ جو پیچیدہ ہو گیا تھا۔ اس کی تردید کا اعلان ہی نثری نظم ہے۔"(4)

گویا نثری نظم کو ابتدا میں ہر نئی صنف ادب اور نئے شعری تجربے کی طرح مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ تاہم وقت سب سے بڑا میزان ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ نئے ادبی تجربوں کو بھی پذیرائی حاصل ہوتی ہے۔ "پروز پوئم" یا نثری نظم نے بھی اُردو دان طبقہ میں اس لیے پذیرائی حاصل کرنا شروع کی کہ اس طرح کے ادبی اور شعری تجربات پوری دنیا کی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ اس حوالے سے پروفیسر محمود واجد کی آرا بہت وقیع ہیں جو انھوں نے مخدوم منور کی کتاب "نثری نظم کی تحریک" میں "ان دیکھی راہوں کا سفر۔ نثری نظم" کے عنوان سے (مخدوم منور کے حوالے سے) تحریر کی ہیں۔

"دراصل سارا قصہ یہ ہے کہ عصری صداقتوں نے روح کے گرد بننے والے خلا کو جس طرح اپنی گرفت میں لیا ہے اس کا خلاقانہ اظہار نثر میں ہو یا نظم میں بڑا کینوس چاہتا ہے۔ نثری نظم میں اس کا امکان پایا جاتا ہے کہ بڑے لینڈ سکیپ کو آرٹ کے کینوس پر پینٹ کر سکے۔ یوں یہ بات زیادہ گھمبیر ہو جاتی ہے کہ آرٹ اور اینٹی آرٹ کا نقطہ اتصال بھی یہیں واقع ہوتا ہے، کسی عہد میں بعض بڑے فن کار کے ہاتھوں استعمال میں آنے والے (Idioms) کا (Exhaust) کر جانا بھی ادبی واقعہ ہوتا ہے، کہ انفرادیت کی راہ میں مائل ہونے والے منتج ہو سکتا ہے۔ یوں ناممکن کا خواب دیکھنا نامسعود فعل نہیں بلکہ عین ضرورت اور بعض صورتوں میں مجبوری بھی ہے، ایک مخصوص معاشی اور معاشرتی بندش سے آزاد ہونے کی خواہش بھی کوئی ایسی بری شے نہیں، ہاں آزادی کی حدود مہذب معاشرے متعین کرنے پر قادر ہوتے ہیں۔ اس صورتِ حال کے ایقان میں نثری نظم کا جواز موجود ہے۔"(5)

مخدوم منور کا نثری نظم کے بارے میں ایک واضح اور مضبوط نقطۂ نظر ہے۔ انھوں نے نثری نظم کا جواز اور اس کی تخلیقی اہمیت کا ذکر اپنی کتاب "نثری نظم کی تحریک" میں بھرپور طریقے سے کیا ہے، مخدوم منور کی اس کتاب کے اہم عنوانات میں "نثری نظم 76-1975ء میں" "نثری نظم چوتھی تحریک"، "راشد اور نثری نظم"، "نثری نظم اور بیمار تنقید"، "موجود عہد اور نثری نظم"، "ترقی پسند تحریک اور اس کے بعد"، اور "نثری نظم کا سفر" شامل ہیں۔ انھوں نے ان تمام موضوعات کے تحت نثری

نظم کے خدوخال اور مواد پر مدلّل بحث کی ہے۔ مخدوم منور کا استدلالی انداز بہت مؤثر اور فکر انگیز ہے، ان مضامین کے مطالعے سے قاری نثری نظم کے تخلیقی جواز سے نہ صرف متفق ہوتا ہے بلکہ وہ اس صنف کے بارے میں بہت کچھ کہنا بھی چاہتا ہے۔"نثری نظم کی تحریک "اس اعتبار سے بھی ایک وقیع کاوش ہے کہ اس میں اردو کی بیشتر تحریکوں کی روشنی میں نثری نظم کو بطور ایک شعری تحریک دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ نثری نظم بھی اسی طرح کی صورت حال سے دوچار ہے جس طرح ابتداء میں " نظم آزاد" دوچار ہوئی تھی، لہٰذا مخدوم منور کی اس کتاب کے تمام مندرجات ایک خاص اہمیت کے حامل ہیں۔

اس ضمن میں پروفیسر محمود واجد کا یہ کہنا بہت اہم ہے:

> " مخدوم منور جدید نسل کے باشعور اور بے حد حساس مبصر کی حیثیت سے اپنی نثری نظم کے سفر میں ابھرے ہیں، ان میں جدیدیت کی نئی ادبی تحریک کے لیے بے پناہ خلوص اور اس کے کاز کے لیے انتھک کوشش کے عناصر کار فرما ہیں، یہ بات ان کے لیے قابل فخر ہے کہ نثری نظم پر ایک مربوط اور منظم تحریک کتابی شکل میں پیش کرنے کی بنیاد کا پہلا پتھر انھوں نے ڈالا ، مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ انھوں نے اپنے لیے کمزور بنیادوں کا انتخاب نہیں کیا۔"(6)

آزاد نظم کے آغاز کاروں میں ٹی ای ہیوم اور ٹی ایس ایلیٹ کی طرح نثری نظم کو جو ٹھوس بنیادیں فرانسیسی شاعر بادلیئر نے فراہم کیں وہ اُردو میں ان اصناف کے فروغ اور مقبولیت کا باعث بنیں۔ نثری نظم میں نئے شعری شعور کو افتخار جالب نے شعوری طور پر اُبھارا اور پھر ان کے زیر اثر انیس ناگی، زاہد ڈار، کشور ناہید، عبد الرشید، وغیرہ نے مزید پروان چڑھایا، مخدوم منور کے بقول:

> "اگر ادب میں تجربے نہ ہوں تو ادب تخلیق ہونا بند ہو جائے، اب رہا یہ سوال کہ نثری نظم کیا زندہ رہ جائے گی، تو یہ آنے والا وقت بتائے گا کہ اگر اس میں مستحکم ہونے کی قوت ہو گی تو یہ زندہ رہے گی۔"(7)

نثری نظم کا سفر تیزی سے جاری ہے اور اس کے قافلے میں شاعروں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے، نثری نظم نگاروں میں کثیر تعداد ان شاعروں کی ہے جو غزل نظم معریٰ اور آزاد نظم کے شاعر ہیں، اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ شاعروں کی اکثریت نثری نظم میں موجود فکری وسعت سے آگاہ ہو چکی ہے اور وہ اس میں اپنے خیالات کو زیادہ مؤثر انداز میں پیش کرنے کے خواہاں ہیں، لہٰذا شمیم احمد لکھتے ہیں:

> "نثری نظم ہمارے ہاں ایک نئی اصطلاح ہے، اس سے مراد ایسی نظم ہے جو عروضی پابندیوں سے آزاد ہو اور شاعرانہ آہنگ محض لفظوں سے پیدا کیا جائے، نثر میں چونکہ عروض موزونیت نہیں ہوتی اور اس نوع کی نظم اسی صفت کی حامل ہوتی ہے، اس لیے اسے نثری نظم کہا جاتا ہے، یعنی ایسی نظم جو نثر کا سا آہنگ رکھتی ہو، اس میں قافیے کی بھی گنجائش نہیں ہے اور اس لیے بالعموم آزاد نظم کی ہیئت میں لکھی جاتی ہے۔"(8)

نثری نظم کے فروغ کے لیے ابتدائی کاوشیں تو "نیرنگ خیال" کے مدیر حکیم یوسف حسن نے کیں اور انہی کا مجموعہ "پنکھڑیاں" کے نام سے شائع ہوا۔ بعد ازاں، م۔ حسن لطیفی نے "افکارِ پریشاں" کو کتابی صورت میں پیش کیا اسی طرح کچھ نمونے بعد میں آنے والے شاعروں کے ہاں بھی موجود ہیں جن میں سجاد ظہیر "تصویریں" ن۔ م راشد "دایاں بازو"، ایم ڈی تاثیر "آخری گیت" اور م حسن لطیفی کی "کمسن بہار میں" میں نمایاں نظر آتے ہیں اسی طرح مبارک احمد، قمر جمیل، احمد ہمیش، افتخار جالب، جیلانی کامران، زاہد ڈار، صلاح الدین محمود، عارف عبد المتین، انیس ناگی، محمد سلیم الرحمن، عباس اطہر، رئیس فروغ، آذر حفیظ، کشور ناہید، شائستہ حبیب، عبد الرشید، زبیر رضوی ، سارا شگفتہ، ثروت حسین، سرور صہبائی، فہمیدہ ریاض، عذرا عباس، تبسم کاشمیری سعادت سعید، مخدوم منور، ذیشان ساحل، سعید الدین، انور سن رائے، انوپا چندر، فہیم شناس کاظمی، ارشاد شیخ، سلیم آغا، نصیر احمد ناصر، سلیم شہزاد، ارشد معراج، علی محمد فرشی، شاہین مفتی، نجمہ منصور، خالد ریاض خالد، انجم سلیمی، پروین طاہر اور شفیق آصف نے بھی نثری نظم کو اپنے تخلیقی اظہار کا وسیلہ بنایا:

> "پاکستان میں نثری نظم کے لیے سنجیدہ کوششوں کے ضمن میں افتخار جالب اور قمر جمیل کو اوّلیت حاصل ہے، احمد ہمیش کے یہاں بھی چنگاریاں ملتی ہیں، لیکن واضح اظہار کے لیے عباس اطہر، انیس ناگی، آذر حفیظ، رئیس فروغ، شائستہ حبیب اور کشور ناہید کی طرف آنا ہو گا۔"(9)

اس میں شک نہیں کہ ستر کی دہائی میں نثری نظم کی تحریک اور زیادہ مستحکم ہوئی، اس دہائی میں نہ صرف نثری نظم کے خدوخال واضح ہوئے بلکہ اس کے بارے میں بہت سے مضامین بھی شائع ہوئے۔ نثری نظم کو "نثر لطیف" کے نام سے ڈاکٹر وزیر آغا نے اپنے مجلے "اوراق" میں شائع کیا اور اس کے تخلیقی امکانات کے حوالے سے "اوراق" میں مضامین بھی شائع کیے۔ سرگودھا میں نثری نظم کی تخلیق کے حوالے سے سلیم آغا قزلباش اور نجمہ منصور نے نہ صرف تسلسل سے کام کیا بلکہ اس صنفِ سخن میں اپنی کتابیں بھی شائع کیں۔ کراچی میں رسالہ "طلوعِ افکار" نے نثری نظم کی تحریک کو پروان چڑھایا، نثری شاعری کی قدامت کے سلسلے میں بہت سے مضمون شائع ہوئے۔ جن میں اس صنف کے جواز کی راہیں تلاش کی گئیں اس حوالے سے نثری نظم کے ممتاز شاعر احمد ہمیش کی یہ رائے بہت اہمیت کی حامل ہے۔

"دراصل نثری شاعری کا ماخذ چاروں وید ہیں اور ویدوں کے زمانے کے انتہائی قدیم ہونے کا تعین لوک مانیہ گنگادھر تلک، وشستے اور جیکوبی جیسے ودوانوں نے کیا ہے۔ ان کے مطابق ویدوں کا زمانہ چار ہزار پانچ سو مسیح قبل ہے۔"(10)

"نثری نظم" اور "قدیم ناٹک" کی روشنی میں اگر یونانی اور سنسکرت زبان کے ادب کا جائزہ لیں تو یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ سنسکرت ناٹک، یونانی ڈراما سے زیادہ قدیم ہے او رسنسکرت ناٹک کے اثرات یونانی ڈرامے پر موجود ہیں۔ سنسکرت ناٹک میں نثری شاعری کے موجود ہونے کے بارے میں احمد ہمیش کا خیال ہے:

" ان ناٹکوں میں ادا کیے جانے والے مکالموں میں نثری شاعری کا آہنگ پایا جاتا ہے۔" (11)

ان تاریخی اور ادبی حقائق کی روشنی میں نثری شاعری کی قدامت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، فرانسیسی شاعر چارلس بادلیئر کی بھارت یاترا نے انھیں بنگلہ سنگیت اور ناٹک سے بخوبی متعارف کروایا تھا۔ لہٰذا احمد ہمیش کا یہ کہنا بہت بر محل ہے:

"میرا جی کی تصنیف" مشرق اور مغرب کے نغمے" میں بیان کیے گئے شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ مہاکالی کے مندر کے آس پاس قیام کے دوران چارلس بادلیئر کی سماعت میں بنگلہ ناتک کے سنسکرت زدہ مکالموں کا آہنگ پڑا۔ بنگلہ سنگیت ونرتیہ کے صوتی اثرات اس کے قلب میں ضرور سرایت کر گئے، یہاں وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ بنگال سے پیرس واپس کے بعد اپنی زندگی کے آخری ایام میں چارلس بادلیئر نے "بدی کے پھول" میں شامل نثری نظمیں لکھیں۔" (12)

نثری نظم کی بلاغت اور وسعت کی بہت سے ناقدین نے تعریف کی ہے کیونکہ اس کی بدولت بڑے سے بڑے موضوع کو آسانی سے پیش کیا جا سکتا ہے اور ویسے بھی جدید عہد کے تخلیق روایتی پابندیوں کو رد کرنے کے لیے نثری نظم جیسے مؤثر میڈیم کو اپنانے کے خواہاں ہیں لہٰذا قمر جمیل لکھتے ہیں:

"نثری نظم نگار روایتی اظہار سے اکتا چکے ہیں اور اپنے وجود کا اظہار پوری آزادی سے کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری نثری نظمیں ہمیں آزادی کا ثبوت ہیں اور آزادی ہی تاریخ کا جوہر ہے۔"(13)

نثری نظم دراصل جدید دور کے تقاضوں اور جمالیاتی حسن کی عکاس بھی ہے کیونکہ کسی بھی ادبی اور شعری ہیئت کو صدیوں تک برقرار نہیں رکھا جا سکتا اس سے یکسانیت اور جمود کے پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ ان صورتوں میں نئے تجربات شعر و ادب کو تازگی اور آکسیجن فراہم کرتے ہیں، اس حوالے سے مخدوم منوّر قم طراز ہیں:

" آج کے عہد کا نمائندہ جمالیاتی رجحان اور مسائل کا حل نثری نظم میں ہو رہا ہے، نثری نظم سے ایک توقع ہے کہ شاید ہم اپنے عہد کا استعارہ دریافت کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔"(14)

دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں کے ادب میں نئے نئے تجربات ہوتے رہتے ہیں اور یہ تجربات خودرَو پودوں کی طرح آہستہ آہستہ ادب کا حصہ بنتے جاتے ہیں۔ ان تجربوں سے ادب کی میکانکی انداز میں چلی آنے والی روایت کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچتا۔ ادب میں نثری نظم کا بھی یہی حال ہے، جس طرح اس نئی صنف نے مغربی ادب میں خود کو منوایا ہے بالکل اسی طرح یہ اردو ادب کے قالب میں ڈھل رہی ہے، مخدوم منوّر کہتے ہیں:

"ہمارا مقصد نثری نظم کو جبراً مسلط کرنا نہیں نہ ہی اسے لاٹھی کے زور سے منوانا ہے، بلکہ تخلیق خود اپنی وضاحت کر دیتی ہے۔"(15)

نثری نظم نے بھی آزاد نظم کی طرح موضوع اور اسلوب کے تجربات کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اس میں تکنیک کے بھی بہت سے تجربات ہوئے، نثری نظم نگاروں میں افتخار جالب کے بعد عبد الرشید کو اس لیے بھی اہمیت اور امتیاز حاصل ہے کہ انھوں نے نثری نظم میں ہیئتی اور تکنیکی تجربات کثرت سے کیے ہیں۔ شہروں اور شخصیات کے

حوالے سے بھی سب سے زیادہ نظمیں عبدالرشید نے لکھی ہیں۔ لہٰذا وہ نثری نظم کی ہیئت کو توڑنے کے قائل ہیں اور اس نوع کے تجربے ہمیں ان کی نثری نظم نگاری کا مسلسل حصہ معلوم ہوتے ہیں۔ قمر جمیل رقم طراز ہیں:

"اس کی کوئی ہیئت نہیں ہوتی بلکہ ہر نثری نظم ایک علیحدہ ہیئت رکھتی ہے اور یہ ہیئت کسی منطق پر پوری نہیں اُترتی۔ ایسا لگتا ہے کہ لاشعور کی قوت اسے متعین کرتی ہے۔ نثری نظم آزاد تلازمات کے ذریعے تخلیق ہوتی ہے۔"(16)

نثری نظم میں ہر طرح کے موضوعات بیان کیے جاسکتے ہیں، اس صنف کو شاعرات نے اپنے مسائل اور محسوسات کے لیے اہم خیال کرتے ہوئے بہت عمدہ نظمیں تخلیق کی ہیں، اس ضمن میں فہمیدہ ریاض، کشور ناہید، سارہ شگفتہ، نسرین انجم بھٹی اور شائستہ حبیب کے نام نمایاں ہیں، ڈاکٹر سعادت سعید لکھتے ہیں:

"جن عورتوں نے نثری نظم کی تکنیک کو اپنایا ہے، انھوں نے ان میں مذکورہ مسائل کے علاوہ ناگفتہ بہ سماجی حالت کو بھی موضوعِ اظہار بنایا ہے۔ ان کے ہاں عورت کی تذلیل، توہین اور بے وقعتی کا آشوب بھی زیرِ بحث آیا ہے۔"(17)

ہر چند کہ نثری نظم کی ابتدا فرانس سے ہوئی اور اس صنف کے فروغ میں بنیادی کردار بادلیئر کا ہے اور انھوں نے ہی سب سے پہلے نثری نظموں کی کتاب (Le spkean de peris) کے نام سے شائع کی، جس کا اردو ترجمہ "پیرس کا کرب" کے نام سے ڈاکٹر لئیق بابری نے کیا۔ بادلیئر کی یہ کتاب 1869ء میں منظرِ عام پر آئی، فرانس کے علاوہ دیگر ممالک میں، فیٹن جونس، ایمی لوول، ایڈگر ایلن پوے، والٹ ویٹن، میٹرنک، جیمز میکفرسن، جین پال، ٹی ایس ایلیٹ، نوولس، ہالٹ رلین، جیسے شاعروں نے اس صنف میں طبع آزمائی کی۔ اردو میں نثری نظم بطور ایک شعری تحریک شروع ہوئی جس میں پاکستان اور ہندوستان کے بہت سے شاعروں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، بعض لوگوں نے سجاد ظہیر کی نثری نظموں کے مجموعے "پگھلا پتھر" مطبوعہ نومبر 1964ء کو نثری شاعری کا اہم مجموعہ قرار دیا ہے۔ یہ بات طے ہے کہ سجاد ظہیر کی نثری نظموں کی فضا بہت شاندار ہے، ان کی ایک نظم ملاحظہ کیجیے:

آج رات تم آئی ہوتیں
جاڑا اور اندھیرا ہم نے
چھوٹے سے کمرے سے اپنے
بالکل باہر پھینک دیا تھا
ویسے جیسے روز صبح کو
جھاڑو دے کر
مٹی، گرد اور ایش ٹرے کی
راکھ نکالی جاتی ہے

(سجاد ظہیر "آج رات")

اُردو میں نثری نظم کو متعارف کروانے کے ضمن میں افتخار جالب کا نام نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ افتخار جالب کی نثری نظموں میں علامت اور امیجری کا استعمال برابر نظر آتا ہے۔ وہ الجھی ہوئی انسانی ذات کی تہہ داریت کو علامتوں اور استعاروں کے ذریعے آشکار کرتے ہیں۔ ان کی ایک نظم دیکھیے:

جنگل ذات کے الجھاؤ اور صداقت کی
تلاش علامت ہے
لوگ میرے پاؤں کی زمین ڈھونڈتے ہیں
میں نے بہت مدتیں خواہش کی بُجھارت میں گزار دی ہیں
کہاں جاؤں ؟

عباس اطہر نے اپنے مجموعے "دن چڑھے دریا چڑھے" میں نئی انسانی حسیت کو شاعرانہ اسلوب عطا کیا ہے

وہ نظر نہیں آئے گا مگر صبح سویرے

میں بھی سارے چوراہوں میں اپنی قبر کا حق مانگوں گا

اور کہوں گا

میں نے برسوں پیدل چل کر اپنا مردہ خوار کیا ہے

(عباس اطہر "وہ شہید ہے")

احمد ہمیش کے رومانوی لہجے میں ان کی نثری نظم میں نئی شعری جمالیات کا اشاریہ ملتا ہے۔ البتہ وہ زندگی کے آغاز و انجام کے فلسفے پر بھی غور و فکر کرتے ہیں۔

جس جہاں میں میری آواز نے مجھے چھوڑا تھا

وہ اب میری سماعت سے پرے ہے

مجھے کچھ سنائی نہیں دیتا

مشکل یہ ہے کہ آدمی بہت کچھ سن سکتا نہ دیکھ سکتا ہے

پھر بھی مشکل شاید کچھ ایسا ہوتا ہے کہ

کسی بھی مرنے والے آدمی کی

جان ٹھہر جاتی ہے تو اس کے نام کا پرندہ

اسے اچانک اڑا لے جاتا ہے

(احمد ہمیش "سفر ایسا ہے کہاں کا")

مبارک احمد نثری نظم کے اہم ترین شاعروں میں شمار ہوتے ہین، ان کا اسلوب اور ڈکشن سادہ اور سلیس ہے۔ مبارک احمد نے سارہ شگفتہ کے لیے ایک ایسی نظم لکھی ہے جس میں اس کی زندگی کی بے بسی کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔

سات سو میل کی دوری پر

تم ایک ایسا کمرہ ہو

جس میں کوئی کھڑکی، دروازہ نہیں

مگر ایک روشن دان

جس میں مکڑی نے جالا تان رکھا ہے

(مبارک احمد "ایک نظم")

قمر جمیل نے نثری نظم کو نیم علامتی اور تجریدی رنگ دے کر اس میں تحیر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس کی سچائیاں اس کے ساتھ چلتی ہیں

وقت ایک بوڑھے گیڈر کی طرح اُونگتا ہے

ایک برہمن بندروں سے جھانک کر کہتا ہے

اے حبشی لڑکی

تو ہونے اور نہ ہونے سے آزاد ہے

(قمر جمیل "دو لڑکیاں اور سمندر")

کشور ناہید بھی نثری نظم کی صفِ اوّل میں شامل ہیں، ان کے موضوعات نسائیت سے مملو ہیں، وہ عورتوں کے مسائل کو تخلیقی سطح پر اُجاگر کرتی ہیں۔

میں شاعری کرتی ہوں
کیوں کہ میں نے خودکشی نہیں کی
میں نوکری کرتی ہوں
کیونکہ میں نے سروری نہیں کی
میں آگے ہی آگے چلتے رہنا چاہتی ہوں

(کشور ناہید "امکانات")

سارا شگفتہ کی نثری نظمیں عورتوں کے استحصال کی کتھا بیان کرتی ہیں۔ وہ جبر کی ان تصویروں کو " پینٹ کرتی ہیں۔ جنھیں انھوں نے اپنی جان پر جھیلا ہے۔

عزت کی بہت سی قسمیں ہیں
گھونگھٹ، تھپڑ، گندم
عزت کے تابوت میں قید کی میخیں ٹھونکی گئی ہیں
گھر سے لے کر فٹ پاتھ تک
عزت کے تیر سے ہمیں داغا جاتا ہے
عزت کی کہانی ہماری زبان سے شروع ہوتی ہے

عبدالرشید نثری نظم کی ایک نہایت توانا آواز ہے، ان کی شاعری زندگی کے تمام رنگوں اور موسموں کا احاطہ کرتی ہے۔ وہ اپنی نظموں کے لفظ لفظ میں خود کو اُتارتے ہیں، عبدالرشید کی نثری نظمیں بہت سی پرتوں کی حامل ہیں۔ وہ اپنی زندگی کے تمام مراحل کو اپنی نظموں کے ذریعے آشکار کرتے ہیں۔

بچپن کی پوشاک اُتار کے ماں کے پیروں میں رکھ دی
دھوپ بھرے آنگن میں رات کے ٹھنڈے پانی سے
آنکھوں کو مَسلا
میز پہ سارے سکے رکھ کر ہنستا ہوں
جیب میں فرقت اور رخصت کے کالے کاغذ ہیں
اور پھٹا ہوا دنیا کا نقشہ
تو نے چاہا تیری خاطر میں دنیا کو
لٹو بن کر فتح کروں
مالِ غنیمت کی فصلوں کو روندتا جاؤں
تو نے مجھ کو روتی ہوئی آنکھوں کے خیمے میں پالا
تُو نے مجھ کو دستِ دعا کی چلمن میں
محصور کیا

(عبدالرشید، "بچپن (1)")

نثری نظم عبدالرشید کا ایک معتبر ترین حوالہ ہے۔ وہ 1970ء سے 2019ء تک مسلسل لکھتے رہے، دوسرے نثری نظم نگاروں کے مقابلے میں ان کی شاعری میں بے شمار شعری تجربات ملتے ہیں۔ عبدالرشید نے طویل اور سلسلہ وار نظمیں بھی لکھی ہیں، یعنی ایک ہی عنوان سے نظموں کی سیریز لکھی ہے، شہروں اور شخصیات کے عنوان سے بھی نثری نظموں کا جہاں آباد کیا۔ ڈاکٹر شفیق آصف نے "عبدالرشید کی نثری نظم نگاری: تحقیقی و تنقیدی جائزہ" کے عنوان سے یونیورسٹی آف سرگودھا سے (سیشن 10

۔2008ء)میں ایم فل اردو کیا ہے۔عبد الرشید کی نثری نظموں کے مجموعوں میں "اِنّی کُنتُ مِنَ الظالِمین"، "اپنے لیے اور دوستوں کے لیے نظمیں"، "پھٹا ہوا بادبان"، "خزاں اور میں"، "صبح کا پہلا کبوتر"، "نیند موت اور بارش کے لیے نظمیں"، "انور ادیب کے لیے نظمیں"، "بنکاک میں اجنبی"، "افتخار جالب کے لیے نوحہ"، "چار پرندے "اور پیرس میں سال کا آخری دن "شامل ہیں۔عبد الرشید نثری نظم کے مزاج دان اور جدید عالمی شاعری کے تمام تر اَسرار و رموز سے واقف ہیں،یہی وجہ ہے کہ ان کا نثری نظم کے میدان میں اپنا ایک الگ اور منفرد مقام ہے۔

میں اتنا جانتا ہوں یہ کہانی ہے نہ افسانہ
کتابِ زندگی کے باب کتنے ہیں
میں اب کس باب میں ہوں
کون لکھتا جا رہا ہے
بے یقینی کی فضا کے دائرے کے وسط میں
تنہا کھڑے اب سوچتے ہیں
وقت اور ماحول پس منظر نہیں کردار تھے
ہم سے زیادہ یہ حقیقی تھے

(عبد الرشید "میں اتنا جانتا ہوں ")

اسی طرح عبد الرشید کی ایک اور نثری نظم کا ٹکڑا دیکھیے:

جو حبس اب میرے اندر ہے
اس سے فرار کے سب رستے مسدود ہوئے ہیں
بادِ فنا دہلیز تلک آ پہنچی ہے
بس دستک ہونا باقی ہے

(عبد الرشید،"شور تھا اور کچھ بھی نہیں")

نثری نظم کی اشاعت کے سلسلے میں "اوراق"، "نیا دور"، "الفاظ"، "تسطیر"، "طلوعِ افکار" جیسے ادبی رسالوں نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے،اُردو نثری نظم کو پروان چڑھانے میں شاعرات کی کاوشیں بھی قابلِ تحسین ہیں۔اس حوالے سے کشور ناہید،فاطمہ حسن،شائستہ حبیب،سارا شگفتہ،نسرین انجم بھٹی،عذرا عباس،اور فہمیدہ ریاض کے نام نمایاں ہیں۔ان شاعرات کی نظموں سے نمونۂ کلام ملاحظہ کیجیے:

انڈوں کی جگہ
ہونٹ تلنے کا تجربہ کیسا ہے
ہونٹ بھی انڈوں کی طرح
گرمی سے،بیک وقت
سکڑتے اور پھیلتے ہیں
انڈوں کے چھلکوں کی طرح
ہماری شخصیت بھی اندر سے خالی
اور دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے
مگر وہ تو عموماً برابر کے حصے ہوتے ہیں

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.4 2021

اوہو........یہ برابری کا خواب

تمہیں باورچی خانے میں لے آیا ہے

انڈوں کے چھلکے توڈرائنگ روموں

میں بھی سج جاتے ہیں

تم کہاں سمجھو گی!

(کشور ناہید،" Face the Pan")

نسرین انجم بھٹی نثری نظم کی باکمال شاعرہ ہیں۔ان کا نمونہ کلام ملاحظہ کیجیے:

لوگو میرے لوگو!ہنسنا چاہو تو اپنی آواز کی Range ناپ لینا

کہ جتنی دور بھی جائے سب اس میں شامل ہو سکیں

کیونکہ آنسوؤں کی زبان خاموشی

دلوں کے تھل میں آخری کونے تک جا پہنچتی ہے

اپنا راستہ آپ بنا لیتی ہے

دھوپ سے آنکھیں سکڑ جاتی ہیں

نظر پھیلتی جاتی ہے لیکن سانسیں روکنے سے جمع نہیں ہوتیں

مک جاتی ہیں

بانہوں کے دائرے ایسے پھیلاؤ

کہ لوٹ کر پھر سینے سے نہ آلگیں

لوگو!یہ وہ دن ہیں

جب موم بتیوں کے سانچے بن رہے ہیں اور وہ

شعلے بنی جاتی ہیں

(نسرین انجم بھٹی،"اتنی سی دیر میں ")

اردو نثری نظمیں ہر طرح کے موضوعات کا بھرپور احاطہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔اس میں شاعر اور شاعرہ کی کوئی پابندی نہیں ہے،نثری نظم وہ واحد صنف ہے جس میں معاشرے کے تمام طبقوں کے احساسات کی نمائندگی اور ترجمانی ہوتی ہے،زندگی کے بہت سے مناظر ہیں،نثری نظم میں دراصل انہی منظروں کی جھلکیاں تجسیم ہو کر سامنے آتی ہیں۔

جدید اُردو غزل اور نظم نگاری میں ثروت حسین ایک بڑا نام ہے،وہ زندگی کی تخلیقی تصویریں بڑی مہارت اور انفرادیت سے بناتے ہیں،ان کی نثری نظمیں معروضی زندگی کے گہرے مشاہدے کی عکاس ہیں۔

ایک نظم کہیں سے بھی شروع ہو سکتی ہے

جوتوں کی جوڑی سے

یا قبر سے جو بارشوں میں بیٹھ گئی

یا اُس پھول سے جو قبر کی پائنتی پر کھِلا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.4 2021

ہر ایک کو کہیں نہ کہیں پناہ مل گئی
چیونٹیوں کو جائے نماز کے نیچے
اور لڑکیوں کو میری آواز میں
مردہ بیل کی کھوپڑی میں گلہری نے گھر بنالیا ہے
نظم کا بھی ایک گھر ہوگا
کسی جلاوطن کا دل انتظار کرتی ہوئی آنکھیں
ایک پہیہ ہے جو بنانے والے سے ادھورارہ گیا ہے
اسے نظم مکمل کر سکتی ہے

(ثروت حسین،"ایک نظم کہیں سے بھی شروع ہو سکتی ہے ")

اُردو نثری نظم نگاروں میں نصیر احمد ناصر ایک منفرد پہچان رکھتے ہیں، ان کا تخلیقی ایقان سب سے الگ ہے انھوں نے بہت سے موضوعات کو اپنی نظموں کا حصہ بنایا ہے، تاہم عورت کے محسوسات اور جذبات بھی عمدگی سے بیان کیے ہیں۔

ایک عورت کی خواب گاہ میں
روشنی اور اندھیرا
باہم آمیز ہو جاتے ہیں
ایک عورت کی خواب گاہ میں
ایک مرد کے سوا
سب کچھ ہوتا ہے
ایک عورت کی خواب گاہ میں
کھلی کھڑکی سے
بارش در آتی ہے
اور ہَوا پردوں کو چھیڑتی ہے
ایک عورت کی خواب گاہ میں
رات بیت جاتی ہے
کہیں سورج طلوع نہیں ہوتا
اور صبح کا انتظار طویل ہو جاتا ہے

(نصیر احمد ناصر،"ایک عورت کی خواب گاہ میں ")

نصیر احمد ناصر کا شعری کینوس بے حد وسیع ہے وہ صاحبِ اقتدار اور عالمی امن کے ٹھیکیداروں کی منافقت کا پردہ یوں چاک کرتے ہیں۔

وہ سر جوڑ کے بیٹھے ہیں
اور حل سوچتے ہیں
دنیا میں
خود پیدا کردہ مسائل کا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.4 2021

(نصیر احمد ناصر، "تھنک ٹینک ")

مذکورہ بالا نثری نظموں کے نمونہ جات اس بات کا اعلامیہ ہیں کہ یہ صنفِ ادب کسی قسم کی جبریت اور پابندی کو آڑے لائے بغیر اپنا اظہار مکمل کرتی ہے، اس صنفِ سخن میں یہ کہنے کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ موضوعات شاعری کے موضوعات نہیں بلکہ اس میں بغیر کسی بناوٹ اور تصنع کے ہر طرح کے خیالات و جذبات اوراحساسات کو شعری اور تخلیقی پیکر میں ڈھالا جاتا ہے۔ مخدوم منور "نثری نظم کی تحریک میں "رقمطراز ہیں:

"اس صنف کو جو لوگ آسان سمجھ رہے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں، یہ آزاد نظم سے زیادہ مشکل ہے، ٹی۔ ایس ایلیٹ کا قول ہے " آرٹ میں اندازِ بیان کو آئینہ نہیں ہونا چاہیے تاکہ اس سے چھن کر نگاہ اصل شے کے حسن پر مرکوز ہو سکے "اس قول کی روشنی میں(Poetic in sight) کا ہونا ضروری ہے"(18)

ہمیں اس پر غور کرنا چاہیے کہ پوری دنیا کے ذہین اور زرخیز ذہن آزاد نظم کی طرح نثری نظم کی جانب کیوں توجہ دے رہے ہیں؟ تو اس کا آسان سا جواب یہی ہے کہ نثری نظم جدید دور کی تخلیقی آواز ہے،ڈاکٹر سلیم اختر کا یہ کہنا بہت اہم ہے:

"اب جب کہ نثری نظم کی اصطلاح، جواز، دفاع اور افادیت کے بارے میں اٹھنے والی نزاعی بحثوں کی گرد بیٹھ چکی ہے، تو اب نثری نظم کے علمی تجزیہ اور اس کی ساخت کو اساس اور بات سے وابستہ امور کے مطالعہ کا وقت آ چکا ہے۔"(19)

موجودہ نثری نظم کی بحث سے یہ بات بھی آشکار ہوتی ہے کہ اسے بادلیئر آسکر وائلڈ جیسے مغربی شاعروں نے جو پہچان دی۔ اسے اُردو میں افتخار جالب، مبارک احمد ،احمد ہمیش، کشور ناہید، سارا شگفتہ، اور عبدالرشید جیسے شاعروں نے اعتبار عطا کیا ہے اسی طرح نئے نظم نگار بھی اس نئی نظم کی تخلیق میں پیش پیش ہیں،ڈاکٹر طارق ہاشمی لکھتے ہیں:

"ہر عہد کی شاعری اپنی ایک الگ اور منفرد فکری اساس بھی رکھتی ہے اور اس عہد سے وابستہ شاعر زندگی کی تفہیم کے لیے بعض نئے سوالات پر بھی غور کرتے ہیں۔ نئی نظم کی فکری اساس اور نیا سوال انسان کے تشخص سے متعلق ہے (20)"۔

نئی نسل کے جن شاعروں نے نئی نظم کے حوالے سے کام کیا ان میں رفیق سندیلوی، افضال احمد سید، نصیر احمد ناصر، جاوید انور، اختر عثمان، علی محمد فرشی، انوار فطرت، سعید احمد، سلیم آغا قزلباش، روش ندیم، ارشد معراج، سلیم شہزاد، قاسم یعقوب، افضل گوہر، علی اکبر ناطق، زاہد امروز، ،رانا سعید دوشی، دانیال طریر، شاہد اشرف، نجمہ منصور، انجم سلیمی، خالد ریاض خالد، عمیر علی واصف اور فہیم شناس کاظمی کے نام شامل ہیں۔ مذکورہ بالا نظم نگاروں کی نظمیں عصری صورتِ حال کی بھی بھرپور عکاسی کرتی ہیں۔

ڈاکٹر طارق ہاشمی کے بقول:

" نظم کے معاصر ماحول کے تخلیق کاروں نے مذکورہ استفہاموں کے لیے نئے شعری قرینے بھی تلاش کیے ہیں۔ متنوع اور تہہ دار علامتیں، تجریدی اظہار اور ابہام نے نئی جمالیاتی اقدار سے روشناس کیا ہے۔"(21)

نئی نثری نظم لمحۂ موجود کے انسان کا ایسا اظہاریہ ہے جو روحِ عصر سے جڑا ہوا ہے، اس میں کائنات اور انسان کے عصری موضوعات اور مسائل اپنی اصل صورتوں میں سانس لے رہے ہیں۔

حوالہ جات

1۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، اصنافِ ادب (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 1976ء)، ص 196
2۔ انیس ناگی، تصورات (لاہور، ادارہ جمالیات)، ص 8
3۔ ایضاً، ص 12
4۔ مخدوم منور، نثری نظم کی تحریک (ملتان، کاروانِ ادب، بار دوم، 1986ء)، ص 22-21
5۔ محمود واجد، پروفیسر (مضمون) مشمولہ، نثری نظم کی تحریک (ملتان، کاروان ادب، بار دوم، 1986ء)، ص 128-127
6۔ ایضاً
7۔ مخدوم منور، نثری نظم کی تحریک، ص51

8۔ شمیم احمد ، اصنافِ سخن اور شعری ہیئتیں " (لاہور : مکتبہ عالیہ ، اشاعت اول 1983ء) ، ص206

9۔ محمود واجد ، پروفیسر (مضمون) مشمولہ ، نثری نظم کی تحریک ،ص 127

10۔ احمد ہمیش ،" نثری شاعری کا ماخذ " (مضمون) مشمولہ " ادبیات ، شمارہ 78۔77، اکتوبر2007ءتامارچ 2008 ء، ص256

11۔ ایضاً ، ص 257

12۔ ایضاً ، ص 257

13۔ قمر جمیل ، " نثری نظم ، تجربہ اور روایت " (مضمون) مشمولہ ، مقالات (مرتبہ) خالدہ حسین (اسلام آباد : نیشنل بک فاؤنڈیشن پاکستان) ، ص 122-121

14۔ مخدوم منور ، نثری نظم کی تحریک ، ص51

15۔ ایضاً

16۔ قمر جمیل ، " نثری نظم اور ہمارا کلچر " (مضمون) مشمولہ ، ادبیات، اسلام آباد جلد18 ، شمارہ 78۔77اکتوبر 2007 ءتامارچ 2008 ء، ص 260

17۔ سعادت سعید ، ڈاکٹر "اُردو نظم کے پچاس سال" (مضمون) مشمولہ" ماہ نو " گولڈن جوبلی نمبر ، لاہوراگست 1997ء، ص138

18۔ مخدوم منور ، نثری نظم کی تحریک ، ص17

19۔ سلیم اختر ، ڈاکٹر ، " نثری نظم : نفسیاتی تناظر میں تخلیقی عمل" (مضمون) مشمولہ ، ادبیات ، اسلام آباد ، جلد 81 ، شمارہ 78۔77اکتوبر 2007 ءتامارچ2008 ء، ص279

20۔ طارق ہاشمی،ڈاکٹر،اردو نظم اور معاصر انسان (اسلا م آباد: پورب اکادمی ،فروری2015ء)،ص 150

21۔ ایضاً ، ص 220